

صدر یار جنگ

یعنی نو صدر بہا مولانا حبیب الرحمن شہرانی کی سوانح حیات

مکتبہ دارالعلوم

ان کا خاندانی تعارف، ان کے حالات زندگی، خصوصیات و کمالات، علمی ادبی خدمات، تصنیفات، مختلف علمی و دینی تحریکات میں ان کا حصہ اور ضمناً ان تحریکوں اور اداروں کا ضروری تعارف بھی آگیا ہے اور اس طرح یہ کتاب ایک پورے دور کی تاریخ بن گئی ہے۔

مع مکتبہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

شمس تبریز خان

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اس توہید کو پہنے ہوئے پاخانہ پشاب وغیرہ کر سکتے ہیں۔
۷: توہید اگر موم جامہ کر لیں یعنی ایک پاک کپڑے پر موم گوم کر کے اچھی طرح لگا لیں۔ پھر اس میں توہید لپیٹ کر باندھ لیں تو توہید باندھے ہوئے پاخانہ پشاب وغیرہ کر سکتے ہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے

کہ ایسی منہدی ایجاد ہو چکی ہے کہ جس سے عربی عبارت ممکن طور پر لکھی جاسکتی ہے؟
ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ منہدی رسم الخط میں صحیح تلفظ کے ساتھ پورا قرآن مجید تیار کیا جا چکا ہے جس کے ساتھ معتبر ترجمہ اور عربی متن بھی ہے

قرآن مجید

منہدی رسم الخط میں مع عربی متن و منہدی ترجمہ قیمت ۲۰ روپے

مکتبہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر پروڈیوسر نے توڑ پر پریس باغ گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ میں چھپو اور دفتر رضوان گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ سے شائع کیا۔

مُسيح خواتين کا ترجمان

ماہنامہ

جلد
۲۶۲۸
۶۰۲۹۱
لکھنؤ

روزانہ

المکتبۃ التجاریہ
لندن ذی النساء

Monthly
Rizwan

LUCKNOW

مدیر: محمد ثانی حسنی
معاون: امۃ اللہ تسنیم

GIBJIAN

زاد سنہ

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نووی شاری صحیح مسلم کی مقبول کتاب

ریاض الصالحین کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتابخانہ اور منزل آخرت کا

بہترین زاد سفر

Price 13-50

Maktaba-e-Islam

Gwynne Road Lucknow

کتبہ ضوان

مسئلہ

خواتین

کا

دینی

ترجمان

نمبر ۱۳

دسمبر ۱۹۷۵ء

جلد ۱۹

فی پچھ

مدیر

۵۰ پیسے

محمد ثانی حسنی

سکالانتا

معاون

بھارت سے

امتہ اللہ تسنیم

۸ روپے

کانک غیر سے ایک پاؤنڈ

نوٹ: یکم جنوری ۱۹۷۶ء سے فی پرچہ ایک روپیہ اور سالانہ چندہ دس روپے ہو گا

اس خانہ میں اگر سرخ نشان ہے تو آپ کا چندہ خریداری ختم ہو چکا ہے اور اگر آپ

کو اس دینی رسالہ سے دلچسپی ہے تو اپنا چندہ مبلغ آٹھ روپے بے بند لیویری آرڈر ارسال فرمائیں

۲۰ تاریخ تک چندہ یا خط نہ ملنے پر اگلا شمارہ دی پنی سے روانہ ہو گا جس کا خرچ

کیا دس روپیہ ۵۰ پیسے اور اگر نام ہو گا۔

نمبر انہما ضوان گون روڈ کھنڈ



اداریہ

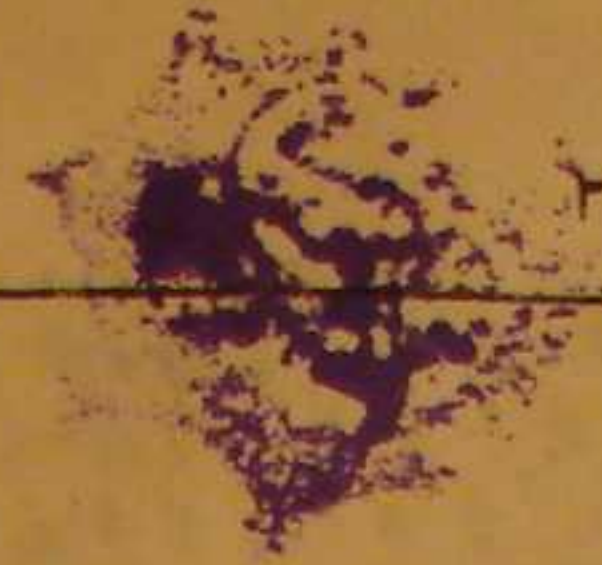
۳۷۲۸

۶۰۲۹۱

مبارک اور بامقصد جلد

محمد ثانی حسنی

۳۱ اکتوبر اور ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے وسیع میدان میں جو ۸۵ سالہ جشنِ تعلیمی منایا گیا وہ اتنا کامیاب اور شاندار ہوا ہے جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے تھے۔ اندازہ بھی نہ تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں باہر کے عرب اور مسلمان ملکوں کے مہمان آجائیں گے۔ شیخ الازہر شریف لائے اور انھوں نے جلد کی صدارت فرمائی۔ قرآن شریف کی تلاوت سے جلد کا افتتاح ہوا، ندوہ کا ترانہ پڑھا گیا۔ اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء کا خطبہ استقبالیہ عربی مولوی محمد واضح ندوی نے پڑھا اور حضرت مولانا محمود عمران خاں صاحب ندوی مدظلہ نے بڑے موثر انداز میں اس کا ترجمہ پڑھا کہ ہر ایک سننے والا متاثر تھا۔ پھر شیخ الازہر نے خطبہ صدارت پڑھا۔ نمازِ جمعہ بھی شیخ الازہر نے پڑھائی۔ مجمع کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے اندر باہر اور چھت پر باہر میدان میں، دضو خانے پر، بورڈنگ کی چھتوں پر راستوں پر حتیٰ کہ دارالعلوم کے باہر پستے پر آدمی ہی آدمی تھے۔ جیسے عرفات میں حج ہو۔ عام لوگ کہتے سنے گئے کہ اتنا بڑا مجمع اور اتنا مبارک اور اتنا ماحول اب زندگی میں دیکھنے کو نہ آسکا۔



کیا اور کہاں

۱	مبارک و بامقصد جلد	اداریہ	ایڈیٹر	۳
۲	قرآن آپ سے مخاطب ہے		محمد اکسنی	۵
۳	حدیث کی روشنی میں		مولانا نور الحسن	۷
۴	نعت		امت اللہ تنیم	۹
۵	زبان کی خوبیاں		محمد ثانی حسنی	۱۰
۶	ندوۃ العلماء کا تاریخی اجلاس		مولانا محمود منظور نعمانی	۱۶
۷	رضوان کی ڈاک (دبنام لیٹریٹر)		بگم محمد نقی نادر دتی	۲۲
۸	نعت شریف		شیوا بریلوی	۲۵
۹	مطامرات		اطہر مبارکپوری	۲۶
۱۰	بے ماں باپ، بڑکیاں		بارون رشید صدیقی	۳۱
۱۱	سال گورا...		"	۳۸
۱۲	سوال و جواب		ادارہ	۳۹

اس دن لکھنؤ کے کسی بازار بند ہو گئے۔

رے بڑا متاثر وہ ماحول تھا جو لمبے لمبے عربی مقالات اور تقریروں کے وقت حاضرین پر تھا ہزاروں آدمی جو عربی سے ناواقف تھے مگر اتنے خاموش اور متوجہ رہے کہ کسی کی آواز تک نہ سنائی دی، ذوق و شوق سے عربی مانوں کی تقریریں سنتے اور چار روز تک حاضری دیتے رہے۔

جس وقت کتب خانہ کاسنگ بنیاد رکھا گیا اس وقت ابو ظہبی کے رئیس القضاة نے دعا کی، اللہ جانے وہ رحمت و برکت کا کیسا وقت تھا کہ وہ بھی دور ہے تھے اور سارا مجمع روتا ہوا تھا۔ دلوں میں گرازا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

جو لوگ اس مبارک اجتماع میں شریک نہ ہو سکے ان کو افسوس ہے گا اور جو شریک ہوئے وہ اپنے ان دنوں کو عمر کا حاصل جانیں گے اور فخر کریں گے۔

مہندستان کے سارے عربی، انگریزی، مسلم اداروں کے ذمہ دار علماء اور دانشور جمع تھے۔ محبت و الفت، انس و یگانگت اتحاد و اتفاق کا عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے اثرات دیر پائے اور دارالعلوم کے لئے مفید سے مفید تر بنائے۔

اگر آپ کو رضوان پسند ہے تو دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کی دعوت دیجئے۔

قرآن آپ کے مخاطب ہے

محمد الحسنی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَ لَكِنَّ كَالْوَالِدِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ه

اللہ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

آیت بالا میں انسانی زندگی کی ایک بڑی حقیقت کی طرف توجہ دلائی

گئی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان خود کوئی غلطی کرتا ہے اور اس کو اس کا احساس

بھی نہیں ہوتا یا اگر احساس ہوتا ہے تو اس کی سنگینی کا پورا اندازہ نہیں

ہوتا۔ جب تک اس کا کڑوا کسیدہ پھل اس کے سامنے نہیں آتا۔ اور اس کو

ذلت، ناکامی و نامرادی، ذہنی و دماغی انتشار اور قلب و روح کی بے چینی کا سامنا

ہوتا ہے یا مختلف حوادث پیش آتے ہیں۔ تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر

ظلم کیا ہے۔ اور اس کو مصیبت میں ڈالا ہے۔ حالانکہ یہ مصیبت خود اس کی لائی

ہوئی ہوتی ہے۔ قرآن میں ایک دور کے موقع پر آیا ہے کہ وَمَا اصَابَكُمْ

مِن مَّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُمْ اَيْدِيَكُمْ و لِعَفْوِ عَن كَثِيرٍ تَمَّ كَوْجُوهٍ تَكْلِفُ

پیش آئی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ تو بہت کچھ

معاف کر دیتا ہے (یعنی تمہاری بد اعمالیوں کا پورا نتیجہ یہاں ظاہر نہیں ہوتا اور

نہ ہو سکتا ہے۔ تہنہ کے طور پر کچھ تلخ نتائج تمہارے سامنے آتے ہیں۔ باقی بڑا

معاف کر دیا جاتا ہے۔

اس آیت پر جتنا غور کیا جائے گا آدمی کی اپنی حقیقت اس پر منکشف

ہوتی ہے۔ اور خدا کی رحمت و ستاری رزاقی اور عفو و درگزر کا اس کو قدم قدم پر مشاہدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے اگر ان سے کوئی شخص پرہیز نہیں کرتا پھر اس کی تکلیفوں اور نتائج بد سے پریشان ہوتا ہے اور دولت، شہرت اور اقتدار حکومت کے باوجود اس کو ناکامیوں سے واسطہ پڑتا ہے تو اس کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب اس ظلم کا خمیازہ ہے جو وہ خود اپنے اوپر کر رہا ہے۔ اگرچہ فی الحال غفلت یا لذت کی وجہ سے وہ اس کو ظلم نہیں معلوم ہوتا لیکن حلال و حرام اور حدود شرعیہ کی جو میزان اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں دی ہے اس کی روشنی میں وہ نہ صرف اپنے اعمال کو بلکہ اپنے افکار و خیالات اور جذبات و تصورات کو بھی اچھی طرح ناپ تول سکتا ہے

جل الانسان على نفسه بصيرة ولو القى معاذيره
انسان اپنے نفس کو خوب سمجھتا ہے خواہ ہزار عذر کرے۔

ارکان اربعہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ ایسی عظیم کتاب ہے جس کو ہر ذی علم نے سراہا ہے اور جس کا اگر نیری ترجمہ بھی بہت مقبول ہوا ہے۔ قیمت صرف بارہ روپے
مکتبہ اسلام گون روڈ امین آباد لکھنؤ سے طلب فرمائیے

یث کشن میں
جس کی روزی میں

مولانا ابوالحسن صاحب رابادی

یتیم کی دیکھ بھال

میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ایسے ہیں گئے یہ فرما کر اپنے بیچ کی نگلی اور لڑکی کو لگا کر اشارہ فرمایا (۱۷)
عام طور پر لوگوں کی نظر اہل ثروت اور کھاتے پیتے لوگوں پر رہتی ہے
لیکن ادب و احترام، رحمت و شفقت، رحم و کرم اور ہمدردی کا مستحق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں غرباء و مساکین اور یتیمی ہیں۔ ویسے تو آپ رحمۃ اللعالمین تھے دوست دشمن اپنے اور غیر چھوٹا بڑا مرد و عورت ہر شخص آپ کے چشمہ رحمت سے سیراب ہوتا تھا۔ اور ہر آدمی آپ کی نظر کرم سے فیض یاب ہو کر بامداد و نشتا تھا۔ مگر دنیا کا وہ طبقہ جس کی طرف لوگوں کی نظر میں کم اٹھتی ہیں اور اٹھی بھی ہیں تو حقارت اور نفرت سے۔ ان سے ملنا، گفتگو کرنا ان کی بات سنانا اور ان کو اپنے قریب کرنا اپنی توہین اور انہی حیثیت و پرزیشن کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اسی طبقہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی توجہ زیادہ کرائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ایسا رہے گا جیسے میرا ہاتھی یہ دوا انگلیاں ملی ہوتی ہیں جس بچہ کے باپ کا انتقال ہو چکا ہو ظاہر ہے اس کی زندگی تنگی سے گزرتی ہے، اس کی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں، دوسرے بچوں کی خوشحالی و خوش پوشی اور فارغ البالی دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے، آئینہ بھاتا ہے اور دل ہی دل میں کہتا ہے۔ اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر آبدیدہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اگر جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو جس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی نعمت نہیں ہو سکتی تو تینوں کی پرورش کرو۔ اور ان پر نظر رکھو ان کی ضروریات پوری کرو۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ وہ گھر مبارک ہے جس میں یتیم کا پرورش ہو رہی ہو۔ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا کہ مجھے صنوبر میں تلاش کرو تم کو روزی تمہارے صنوبر کی وجہ سے دی جاتی ہے اور مدد بھی ان ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ اس طبقہ کی طرف حضور نے کس شدت سے توجہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اس کا کتنا اجر و ثواب ہے۔

نعت

امتہ القدر السعید

اے عظیم الشان مہدی موعود ان روحانیت
 سب تیرے شاگرد ہی تہوں کے درجے گھر گھر
 تمہارے اسلوب ہدایت دل میں گھر گھر کرنا گیا
 کلمہ طیب کے نعرے جب تمہارے ہر سو بلند ہو
 زندگی میں مانی گزری جن کی صدیوں سرسبز
 راتوں ظلم و ستم تمہارا رات دن غارت گری
 آپ پر فریادوں سے صدقے عجم پر دانہ دار
 اس سے زیادہ کہ جب خدایا ان احسان آپکی
 بھر دی دن لاد کھائے گردش ایام نے
 آج کل کی آدمی صورت میں تو انسان ہیں
 ہے گھسا چھای ہوئی اتحاد کی چاروں طرف

تم پر صدقے آدمیت اور ہوا انسانیت
 ایک خدا کے ہو گئے جب کا عطا ہو حاکمیت
 کفر توڑا شرک توڑا دور کی نفاذ انیت
 لائے دعویٰ کے محبوں پر کھلی حقانیت
 تابع فرما بنے ذائل ہوئی نفسانیت
 ظلم کے ذریعے لپٹی رہی انسانیت
 آپ کے ذریعے بنی لایں کو امن و امانیت
 کفر سے ایسا ملا ایمان کی نورانیت
 بلکہ اس سے بڑھ کے پیدا ہو گئی انسانیت
 پر ہے ظاہر ہر ادا سے خصلت حیوانیت
 اب کہاں ڈھونڈے ملے توحید کی نورانیت

کیسے گزرے زندگی اپنی خدا با جسسم کر
 ظلم کے ہاتھوں میں اب پھر آپری انسانیت!

★

بہترین چمکے کا قابل اعتماد مرکز

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

نمبر ۱۲ حاجی بلڈنگ ایس دی ڈی روڈ، نل بازار، بسنی نمبر ۴



TELEGRAM: UFAST. 18

TELEPHONE NO.:

332220

اسٹیل مسکچر	کپ برانڈ
اسٹیل مہری	گولڈن ڈسٹ
ہول مسکچر	فلادر بی او پی

زبان کی خوبیاں

اچھی بات کا حکم دینا بری بات کو کنا

مختصر تالیف حسن

زبان کی خوبیوں میں ایک بڑی اور قابل رشک خوبی یہ بھی ہے کہ نیک اور اچھی بات کا یعنی امر بالمعروف کرے اور بری بات سے روکے یعنی نہی عن المنکر کرے یہ مبارک کام انبیاء کرام اور صحابہ کرام کا ہے اور جو کام انبیاء کرام یا صحابہ کرام کا مشغلہ زندگی ہو اس کام کی برکت کا کیا کتنا سارے انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوم کو نیک زندگی گزارنے کا حکم دیا اور اس راہ میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں، گالیاں سنیں، پتھر کھائے زخمی ہوئے۔ اور ان کا بایکٹ کیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر فرمایا لوگو! لا الہ الا اللہ کو کامیاب ہو گے۔ آپا طائف تشریف لے گئے اور بڑے بڑے سرداروں کو اسلام دیا جان کی دعوت دی۔ ان سرداروں نے آپ کو اتنا ستایا اور نوجوانوں سے پتھر پھوٹائے کہ آپ کے پیر مبارک زخمی ہو گئے اور اتنے بولہ بان ہو گئے کہ تھک کر بیٹھ گئے۔ اور انہیں ایک سے ایسی پروردادہ اثر انگیز دعا مانگی کہ حضرت جبریل تشریف لے آئے اور اس نالائق اور موذی قوم کو سزا دینے کی اجازت مانگی مگر آپ چونکہ رحمتہ اللعالمین تھے اس لئے آپ نے نہ تو بددعا کی، نہ سزا دینے کو قبول فرمایا۔

نہایت ملائم اور شفقت و رحمت سے پُر الفاظ ارشاد فرمائے۔

لیکن دعوتِ نبوی اللہ اور امر بالمعروف یعنی اچھی بات کا کتنا چھوڑا وہ زبان بڑی مبارک ہے جو اچھی بات کا کتنا چھوڑے اور اچھے کام کے کرنے کا حکم کرتی رہے۔ قرآن شریف میں ہے

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اسْمُو
إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

اس سے اچھی بات کہنے والا کون ہو گا جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

”تم ایک ستر بن امت ہو جو پیدا کی گئی ہے لوگوں کے لئے حکم دیتے ہو اچھی بات کا اور روکتے ہو برائی سے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو“ ایک اور جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے:

”وَأَمْرٌ أَهْدَكَ بِالصَّلَاةِ“ اور اپنے گمراہوں کو ناز کا حکم دیکھے۔

دوسری اچھی بات کے حکم دینے اور برائی سے روکنے کا کام کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔ نجی ملاقاتوں میں، اجتماعی طور پر تقریر کے ذریعہ، باتوں باتوں میں، چھوٹوں سے برابر والوں سے، بڑوں سے، ان سب طریقوں کے لئے الگ الگ اصول و ادب ہیں۔ چھوٹوں سے محبت و شفقت سے کہنا موثر بھی ہے اور مفید بھی۔ برابر والوں سے

اخلاص اور زلف سے اچھی بات کا حکم کرنا۔ آداب کلام میں سے ہے۔ بڑوں سے ہنایت ادب و احترام کا معاملہ کرنا۔ اور ایسے پیرایہ میں بات کرنا جس سے بڑوں کی بڑائی اور عظمت میں فرق نہ آئے زبان کی ہزار غمخیزوں میں ایک خوبی ہے انجی ملاقاتوں میں یا بات کرنے میں اخلاق و منکر مزاجی تاثیر کا درجہ رکھتی ہے تقریر کرنے میں اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بات سچی تلی اور لفاظی سے خالی ہو نہ اتنی طویل ہو کہ سننے والے اکت جائیں نہ اتنی مختصر ہو کہ مطلب بھی ادا نہ ہو سکے۔ تیز اور شعلہ بیانی تقریر کی تاثیر کو کم کر دیتی ہے۔ نرم خوبی تاثیر میں اکیسرا حکم رکھتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون جیسے کافر اور دشمن خدا کے پاس دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا تو فرمایا "وقولوا لا حول الا اللہ انتم دونہ" اس کے نرم بات کہنا۔

حدیث شریف میں حضور کا ارشاد آیا ہے کہ بشارت سے کام لو، نفرت پیدا کرنے والی بات نہ کہو، نرمی اور آسانی پیدا کر دو، تنگی اور سخت بات سے پرہیز کر دو۔ امر بالعدوت میں جو لوگ کوتاہی کرتے ہیں، برائی ہونے دیکھتے ہیں مگر اس سے روکتے نہیں، اچھی بات کے کہنے کے وقت بھی اچھی بات نہیں کہتے۔ اسلام و ایمان کی دعوت نہیں دیتے اور اپنی زبان کو بند رکھتے ہیں۔ تو وہ اللہ و رسول کی ناراضگی مول لیتے ہیں اور اپنی زبان کا حق ادا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لئے بڑی وعید آتی ہے۔ حدیث شریف میں یہاں تک آیا ہے

جو شخص تم لوگوں میں سے کوئی برائی دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی

بھی اس میں قوت نہ ہو تو اپنے دل میں بڑا جائے اور یہ ایمان کی بڑی کمزوری ہے۔

قول فعل آیت: لیکن کہنا ہے کہ اس کا لفظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ وہ کہنے سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو۔ قرآن شریف میں ارشاد ربانی ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا لِمَا لَا تَفْعَلُونَ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل پیرا نہیں ہوتے، اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی عرصہ اور ناراضگی کی ہے کہ تم کہو جو نہیں کرتے۔ بعض لوگ تبلیغ و دعوت کا کام نہیں کرتے کہ وہ خود عمل پیرا نہیں ہوتے، نہ تو خود عمل کریں نہ دوسروں سے کہیں گویا دو گنا ہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اول خود نیک عمل نہ کرنا، دوم اپنی زبان سے اس ضروری فریضہ دعوت و تبلیغ کا کام نہ کرتا۔

بعض لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ خود تو نیک ہوتے ہیں، اچھے اعمال کرتے ہیں، نمازی ہوتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، سچ بولتے ہیں مگر دوسروں کو نماز، روزہ کا حکم نہیں دیتے نہ سچ کے متعلق کہتے ہیں۔ اپنا عمل اپنی نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بڑی نادانی کی بات ہے۔ مگر خود تو آگ سے بچنے کی کوشش کریں اور دوسرے کو آگ میں جھلنے دیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ ایک بیٹا اور آنکھوں والا آدمی کنویں پر پہنچا اور سامنے کنواں دیکھ کر رک گیا، بیٹھ گیا، اور گرنے سے بچ گیا۔ پھر وہاں دیر میں ایک انوکھا آدمی آگیا اور کنویں میں گرنے لگا، آنکھوں والا آدمی خاموش رہا۔ اور نا بیٹا کو گرتے، ہلاک ہوتے دیکھا رہا اور اس کو نہ روکا نہ ہاتھ پیر کر گھسیٹا۔

نہ زبان سے رد کا، بس دل سے برا جانتا رہا، اس کے برے جاننے سے گرنے والے کو کیا فائدہ پہنچا۔

بس یہی حال اس نیک شخص کا ہے کہ خود تو دوزخ سے بچنے کا سامان کرتا رہا اور دوسرے کو دوزخ کا مستحق دیکھتا رہا۔ مگر ان کاموں سے نہ رد کا جن کے کرنے سے وہ شخص دوزخ میں جا رہا ہے۔

یہ طرز عمل خود غرضی کا سبب ہے۔ اور ایسے خود غرض شخص یا قوم بھی عذاب سزا سے نہیں بچ سکتی جو جرح کسی جگہ کی ہو اور خراب ہو اور کوئی مرض عام ہو گزرتی پھیلے، مگر ڈاکٹر یا حکیم، نہ صاف رہنے کی ہدایت کرنے۔ نہ مرض دور کرنے پر غور کرے۔ خود بہت صاف رہے اور مرض سے محفوظ ہونے تک نضا مکر اور گندہی ہوگی، جو انہم پھیلے گئے اور وہ ڈاکٹر یا حکیم کے گھر تک پہنچے گا۔ کسی سبتی میں آگ لگ جائے، چھپر جلنے لگیں، آگ پھیلنے لگے، قریب کے گھر میں رہنے والے اپنے اس چھپر کو دیکھ دیکھ کر مطمئن رہیں، جو آگ کی لپٹ میں نہیں آیا ہے، نہ آگ بجھائیں، نہ بجھانے کو کہیں تو وہ آگ پھیلنے پھینٹے اس مامون چھپر تک پہنچے گی، اور وہ بھی جل جائے گا۔ جو لوگ گنہگار ہوں سے نہ روکتے ہیں اور نہ روکنے کو کہتے ہیں اور اپنے نیک اعمال پر مطمئن رہتے ہیں، تو گنہگاروں کے سانچ سے وہ بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں نبی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے لیے لوگوں کا خسرو انجام بتلایا گیا ہے۔ جو نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور خود اس پر عمل پیرا رہتے تھے، ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

نبی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی، داد داد

علی ابن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے، واقعی ان کا فعل بے شک برا تھا۔ (مائدہ ح. ۷۰) ترجمہ حضرت مولانا تھانویؒ

دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر یعنی اللہ کی طرف بلانا۔ نیکی کا حکم دینا۔ برائی سے روکنا، یہ ایک فریضہ ہے جو عمومی طور پر ہر امت پر فرض تھا لیکن خصوصی طور پر ہم مسلمانوں پر فرض ہے اور جب تک مسلمانوں نے یہ اہم فریضہ انجام دیا، اس وقت تک مسلمانوں میں دینداری رہی اور علم و دین داری رہی اور علم و دین کا ذوق اور تعلق مع اللہ باقی رہا خواہ یہ کام مدرسوں کے ذریعہ کیا جائے، خانقاہوں کے راستے سے کیا جائے۔ عمومی خطابوں، تقریروں کے ذریعہ انجام دیا جائے۔ یا گشتوں اور چلتے پھرتے کیا جائے۔

تبلیغ و دعوت کا کام ہر مسلمان پر لازم ہے۔ خواہ وہ عالم ہو، ان پڑھ ہو مدرس ہو، تاجر و کارخانہ دار، ملازم ہو یا کوئی پین کرنے والا سب کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود دین سیکھے اور دوسروں کو دین سکھائے۔ اور اپنی زبان کو اس مبارک کام میں استعمال کرے۔

زنی خاکدہ! لیکن اس کام کا بڑا ادب یہ ہے کہ نرمی و خاکساری سے کام لے اور دشمنی و سخت گیری سے بچے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ تَرْجُمَةُ اللّٰهِ

کے راستہ کی طرف بلانے، حکمت و موعظت اور اچھے انداز سے

وہ زبان کئی بدک ہے جو دعوت الی اللہ کا کام کرے اور اچھے انداز اور طریقہ سے

دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود دین سیکھے اور دوسروں کو دین سکھائے۔ اور اپنی زبان کو اس مبارک کام میں استعمال کرے۔

ندوۃ العلماء کا تاریخی اجلاس

مولانا محمد منظور نعمانی

ندوۃ العلماء کا عالمی اجلاس جو ۳۱ اکتوبر سے ۳ نومبر تک لکھنؤ میں منعقد ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کے داعیوں کی توقعات بلکہ ان کے عزائم اور خیالات سے بھی بہت زیادہ اس کو کامیاب فرمایا۔

عالم اسلامی کی سب سے بڑی اور قدیم درس گاہ اور دانش گاہ ازہر مصر کے سربراہ علامہ فیخ عبد الکلیم محمود نے صدارت فرمائی۔ ان کے ساتھ آنے والے مصری وفد میں مصر کی دوسری چند اہم شخصیتوں کے علاوہ مصر کے وزیر اوقاف بھی تھے۔ اس مصری وفد کے علاوہ مملکت سعودیہ، عربیہ، کویت، قطر، شارجہ، ابو ظہبی، اجزا، شام، عراق، ایران اور بعض دوسرے ممالک کے وفد نے بھی شرکت فرمائی۔ جن میں ان ملکوں کی نہایت اہم اور ممتاز علمی اور ادبی شخصیتیں ہندوستان کے بھی فریب فریب تمام ہی علمی و ادبی حلقوں اور تعلیمی اداروں کے اکابر اور ذمہ دار حضرات شریک ہوئے۔

بلاشبہ ہندوستان میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع اور اجلاس تھا اور اپنے مقصد کے لحاظ سے نہایت کامیاب۔ *فلا للہ الحمد والمناۃ* اس چار روزہ اجلاس کی کارروائی کی تفصیل تو غالباً ندوۃ کی طرف سے

شائع کی جائے گی اس وقت تو صرف اپنے چند تاثرات ناظرین کے لئے ان سطروں میں پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

سب سے زیادہ متاثر کرنے والی چیز اتنے بڑے جلسے کا غیر معمولی سکون اور خاص کیفیت تھی جس کو سیکڑے کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ بنا شبہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و نصرت کا کرشمہ تھا۔ ایسی بہت سی چیزیں تھیں جو بد نظمی اور بد مزگی کا باعث بن سکتی تھیں۔ لیکن اگھ شہر چار دن کے اجلاس میں کسی وقت بھی ادنیٰ قسم کی بد نظمی اور بد مزگی کا ظہور نہیں ہوا۔

اجلاس کے منتظمین نے اس خیال سے کہ جن دوسرے ممالک کے وفد اور اہم شخصیتیں آرہی ہیں وہاں کا عام رواج یہی ہے کہ بڑے سے بڑے جلسوں میں بھی کرسیوں کا انتظام سامعین کے واسطے بھی ہوتا ہے۔ اور اس بات کو میسر ہو جاتا ہے کہ مقررین اور خواص کرسیوں پر ہوں اور عام حاضرین سامعین فرش زمین پر یا قریب قریب پوری جگہ گاہ میں جو نہایت وسیع تھی، کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا اور لکھنؤ جیسے بڑے شہر میں جو ملک کی سب سے بڑی ریاست ازہر پر دیش کا دار الحکومت ہے جس حد تک اور جس طرح بھی کریاں دستیاب ہو سکتی تھیں، فراہم کر لی تھیں۔ تاہم ان کی تعداد (جہاں تک معلوم ہے) ۷۰۰۰ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور اندازہ یہ تھا کہ حاضرین ۲۵۰۰ ہزار سے کم نہ ہوگی، اس لئے بڑا خطرہ تھا کہ جو ہزاروں سامعین کرسیوں پر جگہ نہ پاسکیں گے اور ان کو مسلسل کھڑا رہنا پڑے گا، ان کی طرف سے خدا نخواستہ کوئی ناخوش گوار مظاہرہ اور احتجاج نہ ہو۔ لیکن سب ہی نے حیرت سے یہ منظر دیکھا کہ حاضرین کی بہت بڑی تعداد مسلسل کئی گھنٹے کھڑے ہو کر اجلاس کی کارروائی

دیکھتی اور سنتی رہی۔ اور کسی قسم کی ناراضگی اور احتجاج کا ادنیٰ مظاہرہ کسی طرف سے نہیں ہوا اور اس سے بھی زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات اس اجلاس میں یہ دیکھنے میں آئی کہ عام سامعین میں مشکل سے ایک دو فی صدی ہوں گے جو کچھ عربی سمجھتے ہوں۔ باقی سب غیر عربی داں تھے۔ اور کئی کئی گھنٹے مسلسل عربی مقالے پڑھے جاتے اور عربی میں تقریریں ہوتیں۔ لیکن تمام سامعین و حاضرین بڑے اطمینان سے اس طرح اپنی جگہ بیٹھے یا کھڑے سنتے رہتے گویا کہ وہ سب ایک ایک لفظ سمجھ رہے ہیں۔ اور اس وقت بھی اجلاس کے کسی گوشہ میں کوئی اضطراب اور خلقت قطعاً محسوس نہ ہوتا۔

اس سلسلے میں اس کا ذکر کر دینا بھی مناسب اور ناظرین کے لئے ایشاء اللہ نفع ہو گا کہ ایسے بڑے اور غیر معمولی اجلاس کے لئے تدبیر و اسباب کے نقطہ نظر سے جو انتظامات کو نافذ و ری تھے امکانی حد تک وہ تو کئے ہی گئے تھے لیکن اس ایمان و یقین کی بنیاد پر کہ سب کچھ اللہ کے اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی ظہور میں آئے گا جو اس کی مشیت کا فیصلہ ہو گا۔ اسی کی توفیق سے دعاؤں کا بھی خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ جن حضرات کو اللہ کا مقرب و مقبول اور صاحب دعا بندہ سمجھا گیا ان سے خاص طور پر دعا کی درخواست کی گئی۔ اور معلوم ہے کہ ان حضرات نے اجلاس کے باعث خیر و فلاح ہونے کے لئے اور ہر قسم کے شرور و فتن سے حفاظت کے لئے دعا کا بڑا اہتمام فرمایا اور مسلسل متوجہ رہے، جیسا کہ ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ رمضان المبارک میں راقم السطور کا قیام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہا۔ وہاں بھی دیکھا کہ دارالعلوم مندرجہ علماء اور رفیق محترم مولانا علی میاں سے لے کر کھنے والے حضرات اجلاس کے لئے اہتمام سے دعائیں کرتے اور دوسروں سے بھی دعا کی استدعا کرتے تھے۔ اور جب اجلاس کا

وقت قریب آیا تو ایک دن پہلے سے خاص دارالعلوم کی مسجد میں ایک پوری جماعت متعلق ہو گئی۔ اجلاس کے افتتاح تک ان کی خدمت اور ان کا وظیفہ بس یہی رہا کہ وہ اللہ سے خیر و فلاح کی اور شرور و فتن سے حفاظت کی دعا کرتے رہے۔ اس کے ذکر کر دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ اہتمام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کے ایما سے کیا گیا تھا۔ ہم جیسوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے اجلاس میں سکینتہ کی جو غیر معمولی کیفیت مشاہدہ میں آئی اور اپنے مقصد کے لحاظ سے اجلاس میں جس درجہ کامیاب ہو اس میں سب سے زیادہ دخل ان بندگان خدا کی دعاؤں کا تھا۔ دعا کا تاثیر و قوت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اور جو آپ کے طرز عمل سے معلوم ہوا کاش اس پر یقین نصیب ہو۔ اس اجلاس سے ایک ضمنی مگر نہایت عظیم ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ مختلف ممالک سے جو ذوقدار نمائندے آئے انہوں نے چشم خورد دیکھ لیا کہ ان کے بھائی مندرجہ ستانی مسلمان، اسلام کے ساتھ دستگیری و فدائاری اور دین و شہ دین کی خدمت کے لحاظ سے کس حال میں ہیں۔ ہم نے خاص کر بعض عرب ملکوں میں محسوس کیا کہ وہاں کے عوام ہی نہیں خواص میں بھی یہ غلط فہمی بہت عام ہے کہ ملک کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کے بعد ہندوستان میں وہی مسلمان رہ گئے ہیں جو ضعف الایمان تھے جنہیں اپنے گھر پر جاندار ہیں اور اپنے کارخانے اور دکانیں دین و ایمان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ یہ زیادہ جنہیں قرآن پاک میں "مستضعفین" کہا گیا ہے یعنی جو بچاؤ سے تندرستی و ناداری یا اسی طرح کی دوسری مجبوروں کی درجہ سے ہندوستان سے نہیں جاسکتے۔

اس غلط فہمیوں کے ازالہ کی بہترین صورت یہی تھی کہ ان ممالک کے حضرات

خود اگر ہندوستانی مسلمانوں کو اور ان کی علمی اور دینی کوششوں کو دیکھیں۔
 اکہندہ اس اجلاس نے کسی درجہ میں اس کا اچھا موقع فراہم کر دیا۔ اور اجلاس
 کے خاص داعی رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رناظم ندوۃ العلماء کے استقبال
 خطبہ نے مسلمانان ہند کی زندگی کے اس پہلو کی بھی پوری وضاحت کر دی۔
 یہ خطبہ عربی زبان میں تھا۔ اجلاس میں اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا تھا ہم نے
 اپنے پر اس خطبہ کا اور اپنے ناظرین کا یہ حق سمجھا کہ اس پورے خطبہ کو الفرقان کے ذریعہ
 ان تک پہنچا دیا جائے، یہ ہندستان کے لئے اور پورے عالم اسلام کے لئے اس
 اجلاس کا خاص تحفہ ہے، ناظرین کرام نگاہ اولیں کی ان سطروں سے کہ بدیہی خطبہ
 پڑھیں گے۔

اسی طرح باہر سے آنے والے ہمارے ان محترم بھائیوں اور بھائیوں نے یہ بھی
 دیکھ لیا کہ ہم ہندوستانی مسلمانوں نے ہمیشہ ہی سے اقلیت میں ہیں۔ اور بظاہر اس
 اقلیت ہی میں گئے، اپنے کو بنیام محمدی کا حامل اور امین سمجھ کر اس کی وفاداری کے عند
 کے ساتھ اس ملک ہی میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اپنے مسائل کے حل کے لئے ہمارا
 اصل اعتماد اپنے اشراف اور اس کے بعد اسی کی بنی ہوئی سلطنتوں اور اپنی جدوجہد
 پر ہے۔ مولانا علی میاں کے خطبہ استقبالیہ نے مسلمانان ہند کی زندگی کے اس
 پہلو اور خدا اعتمادی اور خود اعتمادی کے اس اصول اور فیصلہ کو بھی پوری صراحت
 اور وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور اس حیثیت سے یہ خطبہ مسلمانان ہند کی
 طرف سے ایک اعلیٰ تحفہ بھی ہے۔

اجلاس کے سلسلے میں ایک یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کے داعیوں اور

منظمن کو حکومت کا بھی پورا تعاون حاصل رہا۔ جن ملکوں سے جن حضرات نے بھی
 اجلاس کی شرکت کے لئے آنا چاہا، وزارت خارجہ کی ہدایت کے مطابق ان ملکوں کے
 ہندوستانی سفارت خانوں نے ان سب کو دیا دیا۔ اور اس سلسلہ میں غالباً کسی کو بھی
 کوئی زحمت پیش نہیں آئی۔ اسی طرح اتر پردیش کی حکومت اور لکھنؤ کا رپورٹیشن کا تعاون
 بھی مثالی رہا۔ حکومت کے اس تعاون کو ہم ہی لوگوں نے نہیں، باہر سے آنے والے
 محترم بھائیوں نے بھی عام طور سے بہت محسوس کیا۔ اور نئی گفتگوؤں میں بھی اور ایک تجزیہ
 کے ذریعہ بھی اپنے تاثر اور ممنونیت کا اظہار کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ تعاون حاصل
 نہ ہوتا تو منظمین کو ایسی سخت مشکلات پیش آسکتی تھیں جن پر بظاہر اسباب قابل
 پایا جاسکتا۔ لیکن ہمارا ایمان و یقین ہے کہ یہ سب بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت اور
 اس کے حکم سے ہوا۔ اور باب حکومت کے قلوب بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ایک
 حدیث قدسی میں ہے۔ انا مالک الملک، ملک الملوک، قلوب الملوک بیدی الخ

جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے

جو کچھ کہ ہوگا، تیرے کرم سے ہوگا

لکھنؤ کا مشہور و معروف خوشبودار، خوشذائق، مفید صحت اور لذیذ تباکو

رائل زردہ	اسٹیل رائل زردہ	اسٹیل رائل زردہ
نمبر ۷۰	اور	نمبر ۵۰

ہمیشہ استعمال کیجئے

بنائے والے: رائل زردہ فیکٹری سعادتن گنج لکھنؤ

رضوان کی ڈاک : بنا م ایڈیٹر

ظلم کی انتہا { معصوم بچی کی جدائی کے صدے ماں کا انتقال از بیگم محمد انقی ذائقی

نسیم فاطمہ خوبصورت، تعلیم یافتہ، ذہین اور باسلیقہ تھی۔ چنانچہ رشتے بھی بہت آئے۔ لیکن ایک دین دار خاندان ضلع مظفرنگر کو ترجیح دی۔ اور اگست ۱۹۶۶ء میں شادی کر دی۔ مئی ۱۹۶۹ء کو طلاق ہو گئی۔ اور ایک بچی صبا سلما جو اس وقت پونے دو سال کی تھی، نسیم کی ہمراہ آگئی اور آٹھ سال کی عمر تک ہمارے پاس لکھنؤ میں رہی جس کا بار کفالت بھی ہم نے برداشت کیا اور درمیانہ صبا کے باپ کے تقاضے پر چند روز کے لئے باپ کے پاس بھیج دیا۔ جب کہ وہ لوگ کبھی خیریت بھی دریافت نہیں کرتے تھے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۷۵ء کو رات ۹ بجے ہم منٹ پر صبا کے باپ ملانے کے بہانے صبا کو لے گئے جبکہ وہ معصوم تھا جاتے ہوئے کانپ رہی تھی اور رو رہی تھی اور پھر اس نے کراٹھ ہو گئے اور ان کے گھر والوں نے بھی کوئی خیر خبر نہیں دی۔ جس کے نتیجے میں نسیم پر غیر معمولی صدمہ پڑا اور اس کا کھانا پینا اور سونا ختم ہو گیا۔ نسیم کی زندگی کو خطرہ لاحق ہونے کی اطلاع بزرگوں نے خط اور تار کی گئی لیکن جواب تک نہیں آیا۔۔۔۔

ان اندوہناک حالات میں نسیم نے اپنے تین معصوم بچوں کو جو دوسرے شوہر سے ہیں ان کے باپ کے سپرد کیا۔ جنہوں نے نئی ساری پنپنے کے لئے کہا تو جواب دیا کہ صبا کو لا کر لکھنؤ کی اور اگر میں مر گئی تو صبا کے لئے رکھ دینا۔ اور ہمارے ہمراہ ۱۵ اگست ۱۹۷۵ء کو رات میں ۹ بجے ہم منٹ پر صبا کی تلاش میں روانہ ہو گئی۔ ۱۶ اگست کو مظفرنگر پہنچ کر

صبا کے دادا کی خوشامدی کی مگر انہوں نے کوئی سہرہ دی نہیں کی۔ اور نہ صبا کا پتہ نشان بتایا۔ اور اگست کو باپ کے گھر جا کر صبا کی دادی اور چچا سے فریاد کی لیکن ان کو رحم نہ آیا۔ اور بتایا کہ صبا کثیر میں ہے۔ نسیم نے مایوس ہو کر یہاں تک کہہ دیا کہ اگر صبا مجھے نہیں ملتی تو خدا ہم دونوں کو موت دیدے کیونکہ میں صبا کے لبیر اور صبا میرے لبیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور ہم لوگ کیرانہ ضلع مظفرنگر چلے گئے جہاں معلوم ہوا کہ صبا اپنے باپ کے ہمراہ سہارنپور میں ہے اور ایک عزیز کو وہاں بھیجا، لیکن صبا کے باپ نے صبا کو اس کی ماں سے ملانے سے انکار کر دیا۔ جس کے بعد نسیم پر ایسا زبردست صدمہ پڑا کہ دل اور دماغ کے ساتھ معدہ کا فعل بھی خراب ہو گیا۔

۲۴ اگست کو نسیم کی حالت اتنی نازک تھی کہ کیرانہ سے بس میں ٹاٹر مشکل نام مظفرنگر لائے اور صبا کے دادا سے حالت بتلائی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ شام تک صبا کو بلوادیں گے چنانچہ ایک طرف تو نسیم کی آنکھوں میں دم تھا دوسری طرف وہ صبا کے انتظار میں موت اور حیات کی کشمکش میں شام تک مبتلا ہی لیکن شام کو صبا کے دادا آئے مگر صبا کو نہیں لائے تو نسیم نے ان سے کہا کہ مجھے تو آپ سے بڑی امید تھی ان کے جلتے ہی نسیم پر ایسا ملک اثر پڑا کہ بہت مشکل سے ہم لوگوں کے کہا کہ یہ صبا کو نہیں لائیں گے یہ صبا کو نہیں لائیں گے۔ اور اس کا دماغ بے کار ہو گیا۔ زبان میں اگست آگئی۔ مگر وہی جملہ زبان سے ادا کرتے کرتے اور اسی طرح دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے کرتے انٹر کو پیاری ہو گئی اور ہمیں یہ شعر یاد آیا

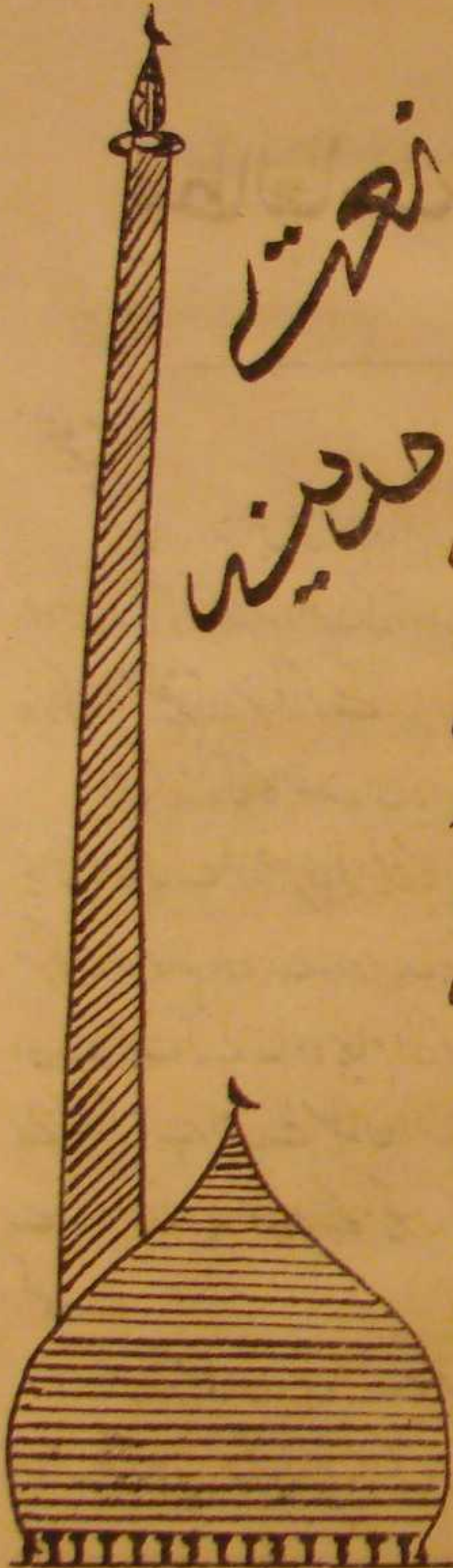
مری جاں اب خیال آیا تمھاری نامرادی میں
کفن دینا تمھیں بھولے تھے ہم بابا شادی میں

سینم کے انتقال پر صبا کے دادا نے آخری بار شکل دکھانے کا وعدہ کیا مگر نہیں
لائے جس سے صبا کی نانی پر دوسرا صدمہ ہے۔ صبا خود ہم لوگوں سے عہد اسی اور
ماں کے صدمہ سے رنجیدہ اور بے چین ہے۔ مگر اس پر کبھی رحم نہیں آتا۔
ناظرین "رضوان" سے درخواست ہے کہ ہمارے حالات کی بہتری
اور سینم کے لئے دعا فرمائیں۔

آسماں اس کی بحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نوری سے اس گھر کی نگہبانی کرے

بہت ہو چکیں مرنے جینے کی باتیں
کھریں چارہ گراب مدینے کی باتیں
اگر ہو رسائی در مصطفیٰ تک
تو کرنا ادب ہے قرینے کی باتیں
مدینے کے جاں بخش قصے سناؤ
کر دو دستو میرے جینے کی باتیں
سلامت رہے میرا فیض تعلق
مدینے کی دھن ہے مدینے کی باتیں
میری روح کو تازگی بخشی ہے
تھکتے تھکتے پسینے کی باتیں
جلاد ہی ہے عشق محمد نے جس کو
کریں دل کے اس آگینے کی باتیں
جو طوفان میں ہوں ان سے کہہ کر تو دکھیں
تلاطم کے قصے سفینے کی باتیں
ذرا دے اجل مجھ کو سننے کی ہمت
کوئی کر رہا ہے مدینے کی باتیں
مٹے حب احمد کے سرشار شیوا
کریں جام پہ جام پینے کی باتیں
شیوا بریلوی

نعمت
مدینہ



نزلا زکام، کھانسی
کی بہترین دوا۔
کے استعمال سے
بہت جلد فائدہ
ساجے۔



دواخانہ طبیبیہ کالج اسلامیہ یونیورسٹی علیگڑھ

مطالعات و تعلیقات

قاضی اطہر مبارکپوری

تکبر

مسلمان دنیا میں حق کا پیغام بر ہے اور انسانوں کا بادی ہے اس کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کو سراسر صداقت کی آواز بنائے تاکہ کائنات کے بسنے والوں کے لئے خدا کی راہ مستقیم کی رہنمائی کر سکے۔

اس کی زندگی کا مقصد ان در باتوں کے سوا کچھ نہیں، اول یہ کہ وہ حق کا مبلغ ہو سچائی کا داعی ہے اور فطری قوانین کا جاری کرنے والا ہے اس کے لئے وہ حق کے سامنے سرنگوں اور بجا رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسے کائنات میں رہ کر انسانوں کو اپنا بنانا ہے ان سے محبت کر کے خدائی پیغام ان کو پہنچانا ہے اور خود کو ان کا خادم سمجھ کر خدا کے لئے کام کرنا ہے اس لئے مسلمان انسانوں کی سوسائٹی میں خود ایک خادم کی حیثیت سے رہ کر ان کو اپنا مخدوم سمجھے، کیوں کہ خدا نے اس کے ذمہ تبلیغ کی بہت بڑی خدمت رکھی ہے

پس اگر مسلمان دین حق سے منحرف ہوا، صداقت سے اس نے منہ پھیرا اور سچائی سے برطرف ہو گیا تو اس کا تکبر نیز انسانوں کو حق سمجھ کر ان کی خدمت سے برگشتہ ہوا

یا تبلیغ حق میں کوتاہی کی تو یہ بھی تکبر ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حسن شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔“

یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ

”آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اور جوتا اچھا ہو تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟“

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ لہذا وصحت

اچھا کھانا، اچھا پننا اور خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنا تکبر نہیں ہے جو ایک ذرہ برابر

بھی ہو تو جنت سے محرومی کا باعث بنتا ہے۔ بلکہ تکبر یہ ہے کہ کوئی مسلمان حق بات

کو جان بوجھ کر لاپرواہی سے ٹال دے اور انسانوں میں اس کی تبلیغ کو ضروری نہ سمجھے

اور لوگوں کو اپنے مقابلے میں ذلیل و خوار سمجھے اور خدمت خلق کے لئے لطیف پاکیزہ

خدمت سے اس کا دل خالی ہو اور اس میں کبر و غرور بھرا ہوا ہو۔

ضمیر کی آواز

حضرت دابصہ بن سبید کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے خود مجھ سے دریافت فرمایا اور کہا کہ تم نیکی

اور گناہ کی تعریف پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا

”تم اپنے دل سے فتویٰ لے لیا کرو۔ نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن

ہو جائے اور دل ٹھک جائے اور گناہ وہ ہے جس سے دل میں کھٹک

رہے اور تردد باقی رہے، اگرچہ لوگ تم کو کتنے ہی فتویٰ دیں۔ (احمد رضا کی)
یعنی نیکی اور بری کوئی چیز نہیں ہے کہ قلب مستقیم اور طبع سلیم کے لئے اس میں فرق
کرنا مشکل ہو اور بغیر کسی کے بتائے سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ یہ دونوں چیزیں اپنے اثرات
و امتیازات کے اعتبار سے مختلف ہیں جس کا دل صاف تھا ہو گا وہ دونوں
میں فرق خود ہی معلوم کر لے گا۔ جس بات سے کھٹک پیدا ہو، اس کے کرنے میں
تردد ہو اور دل کہے کہ یہ بات بری ہے وہ بُرائی ہے۔ اسے مت کرو۔ اور جس
بات پر دل جھے اور کسی قسم کا کھٹکا نہ معلوم ہو سمجھو کہ وہ نیکی ہے، اس کے بارے میں
کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور چونکہ عام طور سے ہمارے دل صاف دیکھی نہیں ہیں اس لئے منفی
سے دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر قلب میں صفائی ہو تو نیکی اور بری
میں فرق معلوم کرنے کے لئے کسی منفی کے پاس بھانے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور دل
گوہما دے دے کہ یہ کام اچھا ہے یا بُرا۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کا دل
بُرائی کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر خارجی باتوں کی وجہ سے وہ لے کرتے ہیں اور اپنے
آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کام بُرا نہیں ہے، اور اس طرح یہ
جائز ہے اور اس کی یہ تادل ہے۔

علم اور جہالت

حضرت مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی اور عابد و زاہد
بزرگ ہیں۔ انھوں نے ایک مرتبہ فرمایا۔

”انسان کے علم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور

انسان کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر غور کرے۔

(طبقات ابن سعد)

علم زیادہ پڑھنے اور معلومات جمع کر لینے کا نام نہیں ہے یعنی اس کے کچھ فائدہ
نہیں ہے بلکہ مقصد علم کا حصول حقیقی علم ہے اور یہی علم کام کا ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی
بُری نعمت ہے۔ جس سے معرفت الہی حاصل ہوتی ہے۔ اور انسان کے اندر جو
خدا پیدا ہوتا ہے جس شخص کو خشیت خداوندی مل گئی اسے علم مل گیا۔ اور اگر کچھ
پڑھا کر اس کا صحیح مقصد حاصل نہ ہوا بلکہ اس کے برضات عجب و غرور اور تکبر
پیدا ہو گیا تو یہ سب سے بُری جہالت ہے۔ انسان کتنا ہی زبردست عالم ہو
اگر وہ اپنے علم یا اپنے عمل پر غور کرتا ہے تو وہ سب بُرا جاہل ہے شیطان نے
یہی تو کیا تھا کہ عالم ہونے کے باوجود حکم خداوندی کے مقابلے میں غرور و تکبر کیا اور
اپنی جہالت و نادانی کا ثبوت دیا۔ کہ علم و معلومات کی دنیا اب تک اس کی
جہالت پر لعنت کرتی ہے، کسی عالم کا اپنے عمل پر غور یوں بھی ہوتا ہے کہ دیکھا
دیکھ کر اسے۔ اس کی بات حقیقت اور طرز گفتگو سے بُرائی ظاہر ہو۔ اور ظاہری طور
سے اپنے کو بزرگ ظاہر کرے۔

اللہ پر توکل

حضرت مسروق بن اجدع کی بیوی نے ایک صلح کو ان سے عرض کیا کہ آج
آپ کے بال بچوں کے لئے رزق کا کوئی سامان نہیں ہے۔ حضرت مسروق نے
نہایت اطمینان و سکون اور جمعیت خاطر کے ساتھ اس سے فرمایا۔

”خدا کی قسم اللہ ضرور بالضرور ان کے لئے رزق دے گا۔“ (طبقات ابن سعد)

بات ختم ہو گئی اس کے بعد بیوی نے کوئی سوال دجو اب نہیں کیا چنانچہ وہی ہوا کہ اس دن بھی حضرت مسرت کے گھر میں فاتحہ نہیں ہوا اور کھانے پینے کا انتظام ہو گیا یہ ان بزرگوں کی باتیں ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ کو رب مان کر اسی عقیدہ پر استقامت اختیار کر لی۔ اور ان کے دل میں اس بارے میں کوئی دغدغہ اور خدشہ پیدا نہیں ہوا۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو جیسا کہ اس کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور روزی دے گا جس طرح کہ پرندے صبح کو خالی شکم نکلتے ہیں اور شام کو پر شکم واپس آتے ہیں۔

عوام میں رہو اور کام کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:۔۔۔۔۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مومن عام لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی اذیت اور تکلیف پر صبر کرتا ہے وہ اس آدمی سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔

(الادب المفرد، ترمذی)

منصب نبوت: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی یعنی مولانا علی میاں صاحب کی تازہ تصنیف ہے۔ ہر ذی علم کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت ۱۳ روپے

لٹریچر مکتبہ اسلام گون روڈ کھٹنہ

۳۷۸

۶۰۲۹۱

بے ماں باپ بیٹیاں

ہارون رشید صدیقی

(۲)

دو تین گھر چھوڑ کر عفت کا گھر تھا۔ دونوں وہاں پہنچ گئیں۔ عفت بہت خوش ہوئی۔ وادی رحمن سے ملایا۔ بی رحمن نے چٹختے ہی کہا۔

بیٹا عفت کی کہیں بات لگاؤ۔ عفت بڑبڑائی ان کو بس یہی ایک فکر

رہ گئی ہے)

استانی جی: انشاء اللہ، آپ بے فکر ہیں۔ عفت ہماری بیٹی ہے۔ بی رحمن: بیٹا سنائی کم پڑے، دکھائی کم دے، میری زندگی میں کہیں کھنس جاتی تو میری پٹھہ قبر میں لگ سکتی۔

استانی جی: دد بھر ہو گئی ہو تو میں لے جاؤں۔

بی رحمن: بیٹی دد بھر کا ہے کو ہوتی۔ بے میا بابا کا ہے دآواز بھاری ہو گئی

سالس ضرور پھولتی ہے۔

استانی جی: اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت نکالیں گے۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔

عفت: (پان پش کرتے ہوئے) سنا خالد بھائی ٹریننگ پاس ہو گئے

استانی جی: میری مٹھائی۔

استانی جی: انشا اللہ آج ہی۔

عفت: کاش کہ میں کچھ اور مانگتی۔

استانی جی: ڈبیری بی سے، اچھا اب اجازت دیکھئے انشا اللہ کل پکوں تک

پھر حاضر ہوں گی۔

بی رحمن: ضرور آنا بیٹی، تمہارے آنے سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔

ام ساجد: بسن ہو کیاں تو گڈ ریوں میں نسل ہیں مجھے تو دو دونوں جی جان سے

پسند ہیں۔

استانی جی: تو کیا دونوں ساجد کو ددگی؟

ام ساجد: آپ بھی کیا مذاق کرتی ہیں۔ کیا خالد میرا نہیں ہے؟

استانی جی: اگر خالد آپ کا ہے تو کل اسی وقت پھر ملتا ہے۔

ام ساجد: انشا اللہ ضرور۔

استانی جی: بیٹے خالد۔

خالد: جی امی!

استانی صاحبہ محلہ سادات میں جو بیگم صاحبہ رہتی ہیں ان کا گھر جانتے ہو نا!

خالد: ہاں ہاں جہاں ساجد پڑھانے جاتے ہیں۔

استانی صاحبہ: ہاں ہاں ان کے گھر سے کچھ طرف تھوڑی دور پر جو

مسجد ہے اس سے ملے ہوئے گھر میں ایک بی رحمن رہتی ہیں۔ ان کے یہاں ایک

ڑکی عفت ہے۔ یہ خط اور یہ مٹھائی کا ڈبہ اسے دے آؤ۔

خالد: بہت بہتر (وہ سائیکل لے کر روانہ ہو جاتا ہے)

کھن کھن کھن کھن: خالد نے کتدی بجائی!

کون! (آواز آئی)

میں خالد: استانی جی کا بیٹا، امی نے یہ بھیجا ہے۔

عفت: خالد بھائی ہیں (اس نے جھانکا، نعل کی کھڑکی کے پاس چارپائی

پڑی ہے تشریف رکھنے، میں چائے لاد رہی ہوں۔

خالد: نہیں نہیں مجھے دیر ہوگی۔

عفت: دودھ موجود ہے انتظار نہیں کرنا ہوگا۔

خالد: تمہیں کچھ فوراً داپس جانا ہے۔

عفت: تو پھر مع سامان داپس جاتیے۔

خالد: اچھا بیٹھا جاتا ہوں۔

بی رحمن: کون ہے بیٹا؟

عفت: استانی جی کے صاحبزادے، میان خالد، امتحان میں پاس ہونے

کی مٹھائی لائے ہیں۔

بی رحمن: مبارک ہو بیٹا، چائے پی کر جاؤ، ایسی بھی کیا جلدی۔ آج

پہلی بار تو آئے ہو۔

عفت: دکھڑکی سے چلنے بڑھاتے ہوئے (خدا معلوم آپ کے پسند

کی ہے یا نہیں)

خالد: (چائے لیتے ہوئے) یہ بہت اچھی ہے۔ مٹھائی کا پکیٹ اور

خط بڑھا دیتا ہے۔ اور جلدی جلدی چائے پی لیتا ہے)

اب تو اجازت ہے، خدا حافظ (سائیکل پر بیٹھ جاتا ہے)
عفت نے خط کھولا کھا کھا

بیٹی عفت سلام سنوں! مٹھائی حاضر ہے اور کیا مانگنے کا خیال تھا۔ کیا خیال ہے مٹھائی لانے والے کے بارے میں، کل میں اسی غرض سے پھر آ رہی ہوں کہ وہی عفت ہو تو پہلے ہی مجھ سے اشارہ کر دینا۔ فقط عفت کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ خالد اس کے ہاتھ سے چلے گا پیالی لے رہا ہے اور کہہ رہا ہے "بہت اچھی ہے"۔

استانی جی: بیٹے خالد! ... جی امی (خالد بولا)
استانی جی: جمعہ کو تیرے دوست ساجد کا عقد ہے۔

خالد: اچھا اس نے مجھے بتایا بھی نہیں۔ حالانکہ ہم دونوں میں طے تھا کہ ایک ساتھ شادی کریں گے۔

استانی جی: تو پھر تو بھو تیار ہو جا۔ بتا عفت کیسی لڑکی ہے۔

خالد: بہت اچھی ہے امی (باہر چلا جاتا ہے)

دوسرے روز ساجد کی ماں اور استانی جی عفت کے گھر گئیں۔ بی رحمن کو پیغام دیا۔ ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بات طے ہو گئی۔ جب عفت کو معلوم ہوا کہ عفت کی بات بھی ہو گئی اور دونوں دوست دونوں دوست کے حوالہ ہوں گی تو اس کی خوشی میں سیکڑوں گنا اضافہ ہو گیا۔

جمعہ کو تری عزیزوں کی موجودگی میں بعد عصر دونوں نکاح ہوئے

اور خیر و خوبی کے ساتھ رخصتی عمل میں آئی۔ جب رات کو میاں ساجد عفت سے ملے تو پوچھا "کتنے متعینہ مثلث بنا لیتی ہیں؟" عفت نے فوراً جواب دیا: "میتھے" مگر نے بنا لیتی ہوں۔

میاں خالد جب عفت تک پہنچے تو سلام کیا۔ عفت نے علیکم السلام کہہ کر پوچھا "آپ کو فوراً واپس تو نہیں جانا ہے؟" خالد نے جھپٹتے ہوئے عفت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "آج تو مجھے یہیں قیام کرنا ہے۔"

صفحہ ۳۶ کا بقیہ:-

لئے جائیں گے۔ اس کے بعد ان سے بھی دس روپے لئے جائیں گے۔

۲۵ دسمبر تک اگر چندہ یا کوئی اطلاع نہ پہنچی تو چندہ کا شمارہ دی پی خرچ شامل کر کے پونے بارہ روپے کے مطابق میں دی پی سے بھیجا جائے گا۔ نئے خریداروں کے اسرار دسمبر ۱۹۶۵ء تک سالانہ چندہ آٹھ روپے لیا جائے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اس دو روپے کے معمولی اضافہ کو ہمارے تمام خریدار بخوشی منظور فرما کر ہمیں خدمت کا موقع دینے رہیں گے۔

کیا آپ کا لڑکا صرن مندی جانتا ہے؟ اس کے لئے آج ہی ہندی زاد سفر "ہیا کئیے" تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاؤں سے واقف ہو سکے۔ زاد سفر مندی۔ قیمت: اردو روپے ۱۰
ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلام گونڈ روڈ لکھنؤ

سال گزارا خدا خدا کے

منہج

مسئلہ کئی سالوں سے برابر یوں معلوم ہوتا رہا کہ یہ سال بہت سخت ہے
 انشاء اللہ آئندہ سولت ہوگی، پھر وہ سال آیا تو مثلت ایزدی معلوم
 ہوا کہ یہ سال بہت سخت ہے۔ انشاء اللہ آئندہ آسانیاں ہوں گی۔
 چنانچہ یہ سال بھی ایسا ہی گزرا ہے۔ بڑے ہی نامساعد حالات رہے
 محبت ہار ہار گئی، لیکن بہت مرداں مدد خدا، جیسے بھی ہوا سال پورا
 ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آئندہ سولتوں کے درد ازلے کھلیں گے
 فاگزیر اعلان: کسی طرح جی نہیں چاہتا تھا کہ چندہ بڑھایا جائے بلکہ نیت تویہ
 تھی کہ اگر خدا دیتا تو یہ دینی خدمت بلا کسی معاوضہ کے انجام دی جاتی رہتی لیکن
 اللہ کی مرضی ایسا نہیں ہے۔ اس سال دو ہزار روپے سے زائد مولانا محمد ثانی صاحب
 مدیر رضوان نے اپنی جیب سے میا کئے ہیں۔ اس وقت دفتر رضوان کے مصارف
 ساڑھے سات ہزار سالانہ ہیں۔ جبکہ آمدنی پانچ ہزار کے کم ہے۔ ایسی صورت میں
 بادل ناخواستہ جنوری ۱۹۴۶ء سے رضوان کا چندہ آٹھ روپے کے بجائے دس روپے
 سالانہ کیا جا رہا ہے۔ جن خریداروں کا چندہ دسمبر کے شمارے پر ختم ہو رہا ہے
 اگر وہ ۲۵ دسمبر تک اپنا چندہ دفتر پہنچا دیں گے تو ان سے آٹھ روپے
 (باقی صفحہ ۳۷)

جاڑے کی بہار

ذائقہ

بیسن اور انڈوں کا

ادارہ

دال چنے کی ۵۰، گرام، گھی ۵۰، گرام، مشکر ۵۰، گرام انڈے ۳ عدد
 ادلی چنے کی دال کو جوش دے کر باریک پس لو۔ اور انڈوں کو بھی جوش
 دے کر سفیدی نکال ڈالو اور زردیوں کو کھل میں پس لو پھر گھی کو آگ پر
 کر کر ڈالو اور چنے کی دال ڈال کر برابر چلانے دہوتا کر پھکیاں نہ پڑنے پائیں
 جب چنے کی خوشبو بدل جائے اور گھی چھوڑنے لگے۔ تو اتار لو۔ اس کے بعد
 زردیوں کو ہلکا گھی میں بھون لو۔ پھر دونوں کو ملا دو۔ ملانے سے پھکیاں ظاہر
 ہونے لگتی ہیں۔ اگر ہوں تو تھوڑی سی مشکر ڈال کر چلا دو۔ جب پھکیاں مٹ
 جائیں اور سب مشکر پڑ جائے تو دھیمی آہنج پر رکھ کر چلاتے رہو۔ اور کچھ دیر
 چلانا بند کھی کر دو، پھر اتار کر تھوڑا سا عرق کیور ڈال کر بند کر دو۔ ۲۰ منٹ
 کے بعد کسی برتن میں رکھ لو۔ جب جم جائے تو ٹکڑے کاٹ کر کام میں لاؤ۔
 بیسن کے لٹو: بیس باریک ایک کلو گرام مشکر ۵۰، کیلو گرام گھی ۵۰، گرام انڈے ۵۰،
 انڈوں کو جوش دیکر زردیوں کو اتار کر گھی میں دھیمی آہنج پر رکھ کر چھپے سے ابلا ملاد
 کہ ایک جان ہو جائیں، جب خوشبو آجائے تو اتار لو۔ ایسی تیز نہ ہو کہ گھی بوجھوس ہو اور
 بیس کو گھی میں بھونو جب کچی نہ رہ جاتی ہے اور زردی خوشبو لے لگے تو اتار کر مشکر اور زردی خوب ملاؤ
 اور لٹو دینا لو۔



سوال و جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

ادارہ

تصحیح: گذشتہ ماہ سوال نمبر کے جواب میں کچھ بھول ہو گئی تھی۔ لہذا دھیان سے دوبارہ پڑھ لیں۔

شیر فاطمہ: رڈ کی

س: اگر نماز میں کوئی سجدہ کی آیت آئے تو سجدہ نماز کے بعد کر سکتے ہیں یا نہیں ذرا تفصیل سے جواب دیجئے۔

ج: نماز کے اندر سجدہ کی آیت آئے تو فوراً نماز ہی میں سجدہ کرنا ہوگا۔ نماز میں آیا ہوا سجدہ تلاوت اگر نماز میں نہیں کیا جاسکتا ہے تو اب اس کی قضا نماز کے باہر نہیں ہے۔ اس غلطی پر صرف توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ اس غلطی پر سجدہ سو بھی نہیں ہے۔

قاری ہدایت اللہ صاحب صدیقی لکھنؤ

س: نماز کے آگے سے گزرنے کا کیا حکم ہے۔ کیا بڑی مسجد میں یا بازار کی مسجد میں سامنے سے گزر سکتے ہیں۔ اگر گزر سکتے ہیں تو کتنے فاصلہ سے گزر سکتے ہیں۔ نیز بڑی مسجد کے کہیں گے۔

ج: نماز کے سامنے سے گزرنے کا حکم ہے۔ البتہ بڑی مسجد میں نماز کے سامنے سے اتنے فاصلے سے گزر سکتے ہیں۔ کہ نماز کے شروع میں فرق نہ آدھے بعض علمائے اس کے لئے تین ہاتھ کا فاصلہ بتایا ہے۔ لہذا بڑی مسجد میں نہ بڑی کے سامنے تین ہاتھ فاصلے سے گزرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ صرف بڑی مسجد یا خارج مسجد میدان وغیرہ کا ہے۔ چھوٹی مسجد چلبے بازار میں ہو یا محلہ میں وہاں نماز کے سامنے سے گزرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر نماز کے سامنے سترہ ہو تو کہیں بھی گزر سکتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ نماز کے عین سامنے کوئی نماز سے فارغ ہو کر جانا چاہتا ہے تو وہ دلبنے یا بائیں مڑ کر جاسکتا ہے۔ یہ صورت سامنے سے گزرنے کی نہیں ہے۔ بڑی مسجد وہ ہے جو ساٹھ ہاتھ لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہو۔ ایک قول چالیس ہاتھ لمبی اور چالیس ہاتھ چوڑی کا بھی ہے۔

س: نماز کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو کیا نماز میں کوئی فرق آجائے گا؟
ج: نماز کے سامنے سے گزرنے میں نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ البتہ نماز کے سامنے سے گزرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ لہذا گزرنے والا گنہگار ہوگا۔

س: کیا اپنا ستر کھل جانے سے یا کسی دھبے بچہ وغیرہ کو نہنگا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

ج: ستر کھل جانے یا کسی کو نہنگا دیکھنے سے احسان کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا۔
س: ایسا تمویذ پہننا جائز ہوگا جس میں کلام پاک کی آیت تحریر ہو اور کیا